زرد چہرہ ہو گیا مِلّت کے ہر غدّار کا

سیّد امین گیلانی

آؤ لہرائیں فضاؤں میں علم اُحرار کا
وقت پھر طالب ہوا قربانی و ایثار کا

پھر یہ دیوانے کریں گے بے نقاب اس خوف سے
زرد چہرہ ہو گیا مِلّت کے ہر غدّار کا

حق پرستوں کی نگاہوں میں ہیں پنہاں بجلیاں
راست بازوں کی زباں میں ہے اثر تلوار کا

پھر اسی دُھن میں چلیں ہم بے نیازِ مرگ و زیست
نعرۂ حق لب پہ ہو نظروں میں تختہ دار کا

بے سر و ساماں سہی، باطل سے کیوں گھبرائیں ہم
حق ہمارے ساتھ ہے کیا ڈر ہمیں اشرار کا

وقت نازک ہے اٹھو اے جانفروشانِ وطن
رُخ بدلنا ہے ہمیں حالات کی رفتار کا

سرورِ کونین سے ہے سَر کا سودا ہو چکا
ہم نہ پوچھیں گے امینؔ کیا بھاؤ ہے بازار کا

○

ثنا خوانِ تعلیمِ مغرب کہاں ہیں؟

دیدہ ور

وزارتِ تعلیمات کے بزرجمہروں کے نام!

JUST THEN, SULTAN, THE SCHOOL-MASTER'S DOG, CAME FOR A SWIM.

اُوپر دی گئی عبارت ملتان پبلک سکول ملتان کی کلاس تھری کی انگلش بک RADIANT WAY STEP III'RD کے صفحہ چھ سے لی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ ہے:

"عین اُس وقت سکول ماسٹر کا کُتا جس کا نام سُلطان تھا تیرنے کے لئے آیا۔"

کتاب ڈبلیو اینڈ آر چیمبرز لمیٹڈ .... لندن کی چھپی ہوئی ہے۔

ملتان پبلک سکول ملک کے ان چند سکولوں میں سے ایک ہے جو کلاس وَن سوسائٹی کے بچوں کے لئے کھولے گئے ہیں۔ ان کی فیس و دیگر اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ چھوٹا آدمی ایسے سکولوں میں اپنے بچوں کے داخلے کا تصور بھی ذہن میں نہیں لا سکتا۔ اور امراء کا طبقہ چاہتا ہی یہ ہے۔ کہ غریب بچے ان کے بچوں کے ساتھ نہ بیٹھیں۔ نتیجۃً ایسے اداروں میں بڑے بڑے تاجر، جاگیردار، سیاست دان، حکمران، ٹھیکیدار، ایکسیئن، ایس ڈی او، پروفیسرز، آفیسرز، ڈاکٹرز، انجنیئرز رینک کے آدمیوں کی اولاد زیرِ تربیت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آگے چل کر ان ہی بچوں نے ایکسیئن، ایس ڈی او، انجنیئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، سیاست دان، حکمران بننا ہے اب جن بچوں کی تربیت کی اٹھان ایسی کتابوں پر ہوگی جن میں اُن کے آباء و اجداد اور قومی ہیروز (سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان ٹیپو، سلطان نورالدین زنگی، سُلطان ترکی) کے نام کو کُتے پر استعمال کیا گیا ہو۔ اُن کے دل و دماغ میں فکری انتشار، مذہبی بے راہروی اور اپنے ملی تشخص سے بغاوت کے جذبات کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

چلئے! انگریزوں کو تو یہ نفرت جچتی ہے کہ سُلطان اُن کے زبردست دشمن، تھے۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ چالیس سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک پاکستان میں انگریز کی معنوی اولاد موجود ہے جو ایک لمحے کے لئے بھی انگریز کی ذہنی غلامی سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتی اور یہی وہ لوگ ہیں جو پاکستان میں پاکستان کی قومی زبان کو رائج نہیں ہونے دے رہے ہیں۔ حالانکہ کسی قوم کی تہذیب اس کی قومی زبان کی آغوش میں ہی پرورش پاتی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم سے اسلامی تہذیب اور مشرقی ثقافت کے احیاء کا تصور ہی خارج از امکان ہے۔

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے درست کہا تھا کہ ہم ہندوستان کے مسلمانوں کو عیسائی تو نہ بنا سکے مگر ہم نے انہیں مسلمان بھی نہیں رہنے دیا۔

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

"ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ہماری قوم کے نوجوانوں کی تعلیمی اٹھان اسلامی نہیں تو ہم اپنی قومیت کے پودے کو اسلام کے آب حیات سے نہیں سینچ رہے ہیں۔ اور اپنے معاشرے میں پکے مسلمانوں کا اضافہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک ایسا نیا گروہ پیدا کر رہے ہیں جو کسی اتحادی مرکز کے نہ ہونے کی وجہ سے کسی دن اپنی شخصیت کھو بیٹھے گا اور اپنے گردوپیش ان قوموں میں سے کسی ایک میں ضم ہو جائے گا جس میں اس کی نسبت زیادہ قوت اور جان ہوگی۔"

قیام پاکستان کا مقصد ایک الگ خطۂ زمین حاصل کرنا تھا جس میں اسلامی اقدار اور اسلامی نظام حیات کو از سر نو زندہ کیا جا سکے۔ جہاں تعلیم و تربیت کے ذریعے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو ایسی تمام صلاحیتیں اور صفات اپنے اندر رکھتے ہوں جو ایک آزاد قوم میں پائی جاتی ہیں۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ ایک اعلیٰ درجے کے تعلیمی ادارے میں جہاں بڑے بڑے کارپردازان قضا و قدر کے بچے پرورش پا رہے ہیں اور انہیں ایک ایسی کتاب پڑھائی جا رہی ہے جس میں مسلمانوں کے مایۂ ناز حکمرانوں (جو ساری عمر عیسائیوں کے خلاف برسرپیکار رہے۔ انگریزوں کو جن سے زک اٹھانا پڑی) سے نفرت پیدا کرنے کے لئے کتے کا نام سلطان رکھا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مسلمان بچوں سے یہ بات کہلوائی جا رہی ہے کہ سلطان ہمارے نزدیک